نبی کریمؐ کی صحابہ سے محبت اور صحابہ کا عشق رسول

محبت دو وجہ سے پیدا ہوتی ہے، حسن سے یا احسان سے۔ حسن طبعاً اپنے اندر ایک کشش رکھتا ہے، ایک حسین وجود ہر صاحب ذوق کا دل اپنی طرف کھینچ کر کہتا ہے کہ نظارہ حسن تو یہاں ہے۔ پھر ہمارے نبی کریم ﷺ تو حسن ظاہری و باطنی کا بہترین نمونہ تھے، ایک شاعر نے آپؐ کے بارے میں کیا خوب کہا ہے

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِّنْ کُلِّ عَیْبٍ

کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

اے پاک نبیؐ آپ ہر عیب سے اس طرح پاک وصاف پیدا کئے گئے گویا جس طرح آپؐ چاہتے تھے اس طرح ہی بنائے گئے۔

ماہتاب و آفتاب سے بھی بڑھ کر حسین اس پیکر حسنِ روحانی نے مطلع عالم پر طلوع ہو کر کیا قیامت ڈھائی اُسکا ایک نظارہ براء بن عازبؓ کی نظر سے یوں ہے۔ انکا بیان ہے چودھویں کی رات تھی۔ چاند اپنے پورے جوبن پر تھا۔ ہمارے محبوب رسولؐ نے سرخ جوڑا پہنا ہوا تھا۔ میں ایک نظر چودھویں کے چاند پر اور ایک اپنے پیارے محبوب کے روشن چہرے پر ڈالتا تھا اور خدا کی قسم اس

رات مجھے نبی کریمؐ کا چہرہ چودھویں کے چاند سے کہیں زیادہ حسین معلوم ہوتا تھا۔(ترمذی)[1]

بے شک اس چاند چہرے کی کشش بھی نرالی تھی۔مگر حسن ظاہری سے کہیں بڑھ کر آپؐ کے حسن باطنی کو کمال حاصل تھا۔آپؐ خود فرمایا کرتے تھے کہ یہ دلوں کی فطرت ہے کہ وہ احسان کرنیوالوں کی طرف مائل اور انکی محبت میں گرفتار ہو جاتے ہیں۔(ابن عدی)[2]

رسول کریمؐ نے تو بلاشبہ محبت اور احسان کر کے اپنے صحابہ کے دل جیتے۔آنحضرتؐ کی محبتوں کا ہی کرشمہ تھا جس نے نئی محبتوں کو جنم دیا اور اس محسن انسانیت کے ہزاروں عاشق پیدا ہوئے۔یہ آپؐ کی بے لوث محبت کی برکت تھی۔صحابہ آپؐ کو دل وجان سے چاہتے تھے اور آپؐ کے خون کی جگہ پسینہ بہانے کو تیار ہوتے تھے۔پس رسول اللہؐ کی شفقتوں کے جواب میں صحابہ کے رسول اللہؐ سے عشق و فدائیت کے نظارے بھی دراصل سیرت رسول کا ایک اہم باب ہے۔محبتوں کے یہ قصے دل کو بہت ہی لبھانے والے ہیں۔جن میں سے چند ایک نمونے اس جگہ پیش کئے جائیں گے۔

حضرت ابوبکرؓ سے محبت اور اُن کا عشق

یوں تو نبی کریم ﷺ کو اپنے تمام اصحاب ہی بہت پیارے تھے مگر سب سے قریبی اور قدیمی باوفا دوست حضرت ابوبکرؓ کا اور ہی مقام تھا جنہوں نے

زندگی کے ہر موڑ پر وفا کر دکھائی۔

ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے رسول خدا سے گھریلو بے تکلف گفتگو کے دوران پوچھا کہ آپؐ کو اپنے اصحاب میں سے سب سے پیارے کون ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ابوبکرؓ، انہوں نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا عمرؓ، حضرت عائشہؓ نے پوچھا پھر کون؟ فرمایا ابوعبیدہ بن الجراحؓ ۔(اصابہ) 3

حضرت ابوبکرؓ کو بھی عشق کی حد تک اپنے آقا سے پیار تھا۔اُن کے ابتدائے اسلام کا واقعہ ہے،ابھی مسلمان چالیس افراد سے بھی کم تھے کہ انہوں نے آنحضرتؐ سے بڑے اصرار کے ساتھ خانہ کعبہ میں اعلانیہ عبادت کرنے کی درخواست کی اور مجبور کر کے خانہ کعبہ لے گئے۔کفار نے خانہ کعبہ میں عبادت کرتے دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ کو خوب پیٹا یہاں تک کہ آپ کو اٹھا کر گھر پہنچایا گیا۔جب ذرا آرام آیا تو پہلا سوال یہ پوچھا میرے آقاؐ کا کیا حال ہے؟ کیا رسول اللہ ﷺ کو کوئی تکلیف تو نہیں پہنچی؟ (الحلبیہ) 4

اس کے بعد بھی ہمیشہ ہی حضرت ابوبکرؓ آنحضرت ﷺ کی حفاظت کے لئے آپؐ کے آگے پیچھے کمر بستہ رہے اور ہمیشہ آنحضرت ﷺ سے اپنی جان سے بھی بڑھ کر پیار کیا۔

اہل مکہ کے مظالم دیکھ کر حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت ﷺ سے مدینہ ہجرت کی اجازت طلب کی تو حضورؐ نے فرمایا:۔

''ابوبکر انتظار کرو شاید اللہ تمہارا کوئی اور ساتھی پیدا کردے۔'' یہ بھی

دلی پیار کا ایک عجیب اظہار تھا۔ چنانچہ چند دنوں کے بعد جب کفار مکہ نے دارالندوہ میں آنحضرتؐ کے قتل کا مشورہ کیا تو آپؐ کو ہجرت کی اجازت ہوئی۔ آپؐ سب سے پہلے ابوبکرؓ کے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ ہجرت کی اجازت مل گئی ہے۔حضرت ابوبکرؓ پہلے ہی تیار تھے فوراً بولے۔**اَلصُّحبَۃَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ** کہ اے اللہ کے رسولؐ مجھے بھی ہمراہ لے چلیں۔آپ کی بیٹی اسماء کہتی ہیں کہ ابوبکرؓ نے ہجرت کے لئے کچھ رقم بچا کر رکھی ہوئی تھی، وہ ساتھ لے گئے۔ باقی پہلے ہی راہ خدا میں خرچ کر چکے تھے۔

ہجرت مدینہ کے مبارک سفر میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جس وفاداری اور جاں نثاری کا نمونہ دکھایا اس کی مثال نہیں ملتی۔اپنی دو اونٹنیاں جو پہلے سے سفر ہجرت کیلئے تیار کر رکھی تھیں ان میں سے ایک اونٹنی آنحضرتؐ کی خدمت میں بلامعاوضہ پیش کردی مگر نبی کریمؐ نے وہ قیمتاً قبول فرمائی۔ حضرت ابوبکرؓ نے پانچ ہزار درہم بھی بطور زادہ راہ کے ساتھ لئے۔ پھر غار ثور میں رسول خداؐ کی مصاحبت کی توفیق پائی جسکا ذکر قرآن شریف میں ہمیشہ کیلئے محفوظ ہوگیا۔فرمایا وَ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْھُمَافِی الْغَارِاِذْیَقُوْلُ لِصَاحِبِہٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا (سورۃ التوبہ:40) یعنی دو میں سے دوسرا جب وہ دونوں غار میں تھے۔جب وہ اپنے ساتھی سے کہتا تھا کہ غم نہ کرو۔اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

سفر ہجرت میں تاجدار عرب کا یہ بے کس سپاہی آپؐ کی حفاظت کی خاطر کبھی آگے آتا تو کبھی پیچھے کبھی دائیں تو کبھی بائیں اور اس طرح اپنے آقا کو

بحفاظت یثرب پہنچایا۔(حلبیہ) 5

اسی سفر ہجرت کا واقعہ ہے جب حضرت ابوبکرؓ نے ایک مشرک سراقہ کو تعاقب میں آتے دیکھا تو رو پڑے۔ رسول اللہؐ نے وجہ پوچھی تو عرض کیا۔ ''اپنی جان کے خوف سے نہیں آپؐ کی وجہ سے روتا ہوں کہ میرے آقاؐ کو کوئی گزند نہ پہنچے۔''(احمد) 6

حضرت ابوبکرؓ کی مزاج شناسیٔ رسول اور گہری محبت کا عجب عالم تھا۔ سورۂ نصر نازل ہوئی جس میں اللہ تعالیٰ کی نصرت اور فتح کے آنے اور فوج درفوج لوگوں کے دین اسلام میں داخل ہونے کا ذکر تھا۔ رسول کریمؐ نے صحابہ کی مجلس میں یہ آیات سنائیں۔ حضرت ابوبکرؓ رو پڑے۔ صحابہؓ حیران تھے کہ فتح کی خوشخبری پر رونا کیسا؟ مگر حضرت ابوبکرؓ کی بصیرت نے ان آیات سے جو مضمون اخذ کیا وہ دوسرے نہ سمجھ سکے۔ حضرت ابوبکرؓ کی فراست بھانپ گئی کہ یہ آیات جن میں رسول اللہؐ کے مشن کی تکمیل کا ذکر ہے آپؐ کی وفات کی خبر دے رہی ہے۔ اس لئے اپنے محبوب کی جدائی کے غم سے بے اختیار ہوکر رو پڑے اور اس عاشق صادق کا خوف بجا تھا۔ آنحضورؐ اس کے بعد صرف دو سال زندہ رہے۔(بخاری) 7

رسول اللہؐ نے حضرت ابوبکرؓ کے بعد حضرت عمرؓ سے اپنی محبت کا ذکر فرمایا ہے۔ حضرت عمرؓ کا قبولِ اسلام ہی آنحضورؐ کی دعا کا صدقہ تھا۔ رسول کریمؐ حضرت عمرؓ کی خداداد استعدادوں کے باعث بھی اُن سے محبت فرماتے اور حوصلہ افزائی کرتے تھے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ بنی اسرائیل میں ایسے لوگ ہوتے تھے جن

سے خدا کلام کرتا تھا مگر وہ نبی نہیں تھے۔میری اُمت میں بھی ایک ایسا فرد عمر ہے۔(بخاری)[8]

حضرت عمرؓ بھی رسول اللہؐ کے سچے عاشق تھے۔زھرہ بن معبدؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہؐ کے ساتھ تھے۔حضورؐ نے حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑا ہوا تھا۔وہ فرطِ محبت میں کہنے لگے۔''اے اللہ کے رسول! آپؐ مجھے ہر چیز سے زیادہ پیارے ہیں سوائے میری جان کے۔نبی کریمؐ نے فرمایا۔'' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میرے جان ہے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک میں اسے اسکی جان سے بھی زیادہ پیارا نہ ہوں۔'' حضرت عمرؓ نے عرض کیا۔'' اچھا تو خدا کی قسم آج سے آپؐ مجھے میری جان سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔'' رسول کریمؐ نے فرمایا'' اے عمر کیا آج سے؟'' گویا حضور سمجھتے تھے کہ عمرؓ فی الواقعہ دلی طور پر اس اظہار سے پہلے ہی آپؐ کو جان سے عزیز تر جانتے تھے۔(احمد)[9]

حضرت عمرؓ اس محسن رسول کے ایسے دیوانے تھے کہ رسول اللہؐ کی وفات پر فرطِ غم سے یہ ماننے کے لئے تیار نہ تھے کہ رسول اللہؐ واقعی داغ مفارقت دے گئے ہیں۔دیوانہ وار یہ اعلان کررہے تھے کہ جس نے کہا رسول اللہؐ فوت ہوگئے ہیں میں اس کا سر تن سے جدا کردونگا۔یہ کیفیت دراصل حضرت عمرؓ کے رسول اللہؐ سے سچے عشق اور جذباتی تعلق کی آئینہ دار ہے۔(بخاری)[10]

حضرت عثمانؓ اور علیؓ سے رسول اللہ ﷺ کی محبت بھی اپنی مثال آپ تھی۔حضرت عثمانؓ کو یکے بعد دیگرے دو بیٹیاں بیاہ دیں اور فرمایا کہ اگر تیسری

بیٹی بھی ہوتی تو وہ بھی عثمانؓ کو بیاہ دیتا۔(ابن اثیر) 11

حضرت علیؓ کے بارہ میں فرمایا۔علی کا میرے ساتھ تعلق ایسے ہے جیسے ہارون کا موسیٰ سے۔(بخاری) 12 جسے میرے ساتھ محبت کا تعلق ہے اُسے علیؓ سے بھی محبت کا تعلق رکھنا ہوگا۔(ترمذی) 13

حضرت عثمانؓ اور علیؓ نے بھی ہمیشہ رسول اللہؐ کی خاطر فدائیت کے نمونے دکھائے۔حضرت علیؓ نے تو روز اوّل سے ہی رسول اللہؐ کی تائید ونصرت کی حامی بھری تھی، جب رسول اللہؐ نے اللہ کے حکم کے مطابق اپنے خاندان کے لوگوں سے دعوت وتبلیغ کا آغاز کیا تھا،اُس وقت سب اہل خاندان نے انکار کیا سوائے اُس کمسن بچے علیؓ کے جس نے کمزوری کے باوجود مدد کا وعدہ کیا اور پھر زندگی بھر اُسے خوب نبھایا۔ہجرتِ مدینہ کے وقت حضرت علیؓ نے اپنی جان خطرے میں ڈال کر رسول اللہؐ کی جگہ آپؐ کے گھر میں ٹھہرنا صدق دل سے قبول کیا۔(احمد) 14

امین الامت حضرت ابو عبیدہؓ بھی انہی وفا شعار عشاق میں سے تھے۔جن کے بارے میں رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ابوبکرؓ وعمرؓ کے بعد ابوعبیدہؓ مجھے سب سے پیارے ہیں۔

حضرت ابوعبیدہؓ کے عشق رسول کا کڑا امتحان یوں ہوا کہ جنگ اُحد میں مدمقابل لشکر کفار میں آپ کے بوڑھے والد عامر بھی برسر پیکار تھے،ابوعبیدہؓ ایک

بہادر سپاہی کی طرح داد شجاعت دیتے ہوئے میدان کارزار میں آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے کہ والد سے سامنا ہو گیا جو کئی بار تاک کر آپ کو نشانہ بنانے کی کوشش کر چکا تھا، ذرا سوچیے تو وہ کتنا کٹھن اور جذباتی مرحلہ ہوگا کہ ایک طرف باپ ہے اور دوسری طرف خدا اور اسکا رسولؐ ہیں جن کے خلاف باپ تلوار سونت کر نکلا ہے، مگر دنیا نے دیکھا کہ ابوعبیدہؓ جیسے قوی اور امین کو یہ فیصلہ کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوئی کہ خدا کی خاطر اُن کی سونتی ہوئی شمشیر برہنہ نہیں رکے گی جب تک دشمنان رسول کا قلع قمع نہ کر لے خواہ مدمقابل وہ باپ ہی کیوں نہ ہو۔ اگلے لمحے میدان بدر میں ابوعبیدہؓ کا مشرک والد عامر اپنے موحد بیٹے کے ہاتھوں ڈھیر ہو چکا تھا۔ آفرین تجھ پر اے امین الامت آفریں! تو نے کیسی شان سے حقِ امانت ادا کیا کہ باپ کا مقدس رشتہ بھی اس میں حائل نہ ہوسکا۔ اسی تاریخی موقع پر سورۂ مجادلہ کی آیت:23 اتری جس میں اللہ تعالیٰ ایسے کامل الایمان مومنوں کی تعریف کرتا ہے جو خدا کی خاطر اپنی رشتہ داریاں بھی قربان کر دیتے ہیں۔ (اصابہ) 15

غزوۂ احد میں حضرت ابوعبیدہؓ کی محبت رسولؐ کا ایک واقعہ حضرت ابوبکرؓ یوں بیان کرتے ہیں کہ اُحد میں سنگباری کے نتیجہ میں آنحضورؐ کے خود کی دونوں کڑیاں ٹوٹ کر جب آپؐ کے رخساروں میں دھنس گئیں تو میں رسول کریمؐ کی مدد کے لئے آپؐ کی طرف لپکا۔ میں نے دیکھا کہ سامنے کی طرف سے بھی ایک شخص دوڑا چلا آ رہا ہے۔ میں نے دل میں دعا کی کہ خدا کرے اس نازک وقت میں یہ شخص میری مدد اور نصرت کا موجب ہو۔ دیکھا تو وہ ابوعبیدہؓ تھے جو مجھ سے پہلے

حضورؐ تک پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے صورتحال کا جائزہ لیکر کمال فدائیت کے جذبہ سے مجھے خدا کا واسطہ دیکر کہا کہ حضورؐ کے رخساروں سے یہ لوہے کی شکستہ کڑیاں مجھے نکالنے دیں۔ پھر انہوں نے پہلے ایک کڑی کو دانتوں سے پکڑا اور پوری قوت سے کھینچا تو باہر نکل آئی، مگر ابوعبیدہؓ خود پیٹھ کے بل پیچھے جا گرے۔ ساتھ ہی اُن کا اگلا دانت بھی باہر آ رہا۔ پھر انہوں نے دوسرے رخسار سے کڑی اسی طرح پوری ہمت سے کھینچی تو اس کے نکلنے کے ساتھ آپؓ کا دوسرا دانت بھی ٹوٹ گیا اور آپؓ دوبارہ گرے۔ مگر آنحضرت ﷺ کو ایک سخت اذیت سے نجات دینے میں کامیاب ہوئے اور آپؐ کی خدمت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں ہونے دیا۔ (ابن سعد) 16

رسول اللہ ﷺ کے ایک اور عاشق صادق حضرت جعفرؓ تھے۔ ایک موقع پر حضرت محمد ﷺ کے بہت ہی پیاروں حضرت زیدؓ حضرت علیؓ اور حضرت جعفرؓ کے مابین یہ سوال اُٹھ کھڑا ہوا کہ حضورؐ کو زیادہ پیار کس سے ہے؟ حضورؐ سے پوچھا گیا تو آپؐ نے انتہائی کمال شفقت سے سب پیاروں سے کمال دلداری فرمائی کہ سب ہی آپؐ کو محبوب تھے۔ حضرت جعفرؓ سے فرمایا ''اے جعفر تُو تو خَلق و خُلق اور صورت وسیرت میں میرے سب سے زیادہ مشابہ اور قریب ہے۔'' (احمد) 17

رسول اللہ کا یہ اظہار محبت سن کر بے محابا حضرت جعفرؓ پر پیار آتا ہے۔ حضرت جعفرؓ نے غزوۂ مُوتہ میں جام شہادت نوش فرمایا۔ آپؓ کی بیوی اسماءؓ کا بیان ہے کہ حضورؐ اس موقع پر ہمارے گھر تشریف لے گئے اور فرمایا جعفرؓ کے بچوں کو

میرے پاس لاؤ ان کو گلے لگایا، پیار کیا، آپؐ کی آنکھوں سے آنسو اُمڈ آئے۔ میں نے عرض کیا ''میرے ماں باپ آپؐ پر قربان آپؐ کیوں روتے ہیں؟ کیا جعفرؓ کے بارہ میں کوئی خبر ہے؟ فرمایا ''ہاں وہ راہ مولیٰ میں شہید ہو گئے ہیں۔'' اب شہید راہ حق حضرت جعفرؓ رسول اللہؐ کو اور زیادہ محبوب ہو گئے تھے۔ آپؐ نے اپنے اہل خانہ کو ہدایت فرمائی کہ جعفرؓ کے گھر والوں کا خیال رکھیں۔ انہیں کھانا وغیرہ بھجوائیں۔'' (احمد) 18

بعض صحابہ سے عشق رسول کے ایسے مناظر بھی دیکھے گئے کہ دوسرے صحابہ کو ان پر رشک آتا تھا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ میں نے بدر کے موقع پر مقداد بن الاسودؓ سے ایک ایسا نظارہ دیکھا کہ (میرا دل کرتا ہے کہ) کاش ان کی جگہ میں ہوتا اور یہ سعادت مجھے دنیا کی ہر چیز سے زیادہ محبوب لگتی ہے۔ وہ یہ کہ رسول کریم ﷺ بدر کے موقع پر مشرکوں کے خلاف مسلمانوں کو تحریک جنگ فرما رہے تھے تو مقدادؓ نے کہا یا رسول اللّٰہم قوم موسیٰ کی طرح یہ نہ کہیں گے کہ تم اور تمہارا رب جا کر لڑو بلکہ ہم آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی آپؐ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں آپؐ کی جان ہے اگر آپؐ سواریوں کو برک الغماد مقام تک بھی لے جائیں تو ہم آپؐ کی پیروی کریں گے۔ (بخاری) 19

عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں میں نے دیکھا کہ مقدادؓ کی تقریر سن کر

رسول اللہؐ کا چہرہ کِھل کر چمک اٹھا اور اس بات نے حضورؐ کو بہت خوش کیا۔

حضرت ابو طلحہؓ بھی ان خوش نصیب صحابہ میں سے ہیں جنہوں نے رسول اللہؐ کی محبت سے حصہ پایا۔ رسول اللہؐ بے تکلفی سے ان کے گھر اور کبھی باغ میں بھی تشریف لے جاتے۔ ان کے بچوں سے محبت کا سلوک فرماتے۔ حضرت ابو طلحہؓ نے رسول اللہؐ کے تبرکات کچھ بال اور ایک پیالہ بڑی محبت سے سنبھال کر رکھے ہوئے تھے۔ آپ کو رسول اللہؐ سے والہانہ عشق تھا۔ (ابن سعد) 20

غزوۂ اُحد میں جب کفار نے دوبارہ حملہ کیا تو جن صحابہ نے رسول اللہؐ کو اپنے حصار میں لیکر جان کی بازی لگا کر آپؐ کی حفاظت کی ہے، ان میں ابو طلحہؓ کا نمایاں مقام ہے۔ وہ رسول اللہؐ کے سامنے سینہ سپر ہو گئے۔ رسول اللہؐ آپ کو تیر پکڑاتے اور سر اٹھا کر دیکھنا چاہتے کہ کہاں پڑا ہے۔ ابو طلحہؓ عرض کرتے۔ ''یا رسول اللہؐ آپؐ سر اٹھا کر نہ جھانکیئے کہیں آپؐ کو کوئی تیر نہ لگ جائے میرا سینہ آپؐ کے سینہ کے آگے سپر ہے۔'' (بخاری) 21

رسول اللہؐ کے ایک اور عاشق صادق حضرت مصعب بن عمیرؓ تھے۔ جو ایک امیر و کبیر گھرانے کے فرد تھے مگر انہوں نے قبول اسلام کے بعد شہزادگی چھوڑ کر درویشی اختیار کر لی تھی۔ ایک دن رسول اللہؐ نے دیکھا مصعب بن عمیرؓ اس حال زار میں آپؐ کی مجلس میں آئے ہیں کہ پیوند شدہ کپڑوں میں ٹاکیاں بھی چمڑے کی لگی ہیں۔ صحابہؓ نے دیکھا تو سر جھکا لئے کیونکہ وہ بھی مصعبؓ کی کوئی مدد کرنے سے معذور تھے۔ مصعبؓ نے آ کر سلام کیا۔ آنحضرتؐ نے دلی محبت سے

وعلیکم السلام کہا اور اس صاحب ثروت نوجوان کی آسائش کا زمانہ یاد کر کے آپؐ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ پھر مصعبؓ کا حوصلہ بڑھاتے ہوئے نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔ الحمدللہ دنیا داروں کو ان کی دنیا نصیب ہو۔ میں نے مصعبؓ کو اس زمانے میں بھی دیکھا ہے جب شہر مکہ میں ان سے بڑھ کر صاحبِ ثروت ونعمت کوئی نہ تھا۔ مگر خدا اور اس کے رسولؐ کی محبت نے اسے آج اس حال تک پہنچایا ہے۔ (ابن سعد) 22

اسلام کے پہلے مبلغ مصعبؓ ہجرت مدینہ کے بعد رسول اللہؐ سے ملنے مکہ آئے تو ان کی محبت رسولؐ کا ایک عجب نمونہ دیکھنے میں آیا۔ آپؓ مکہ پہنچتے ہی اپنی والدہ (جو اَب اسلام کی مخالفت چھوڑ چکی تھیں) کے گھر جانے کی بجائے سیدھے نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے۔ حضورؐ کی خدمت میں وہاں کے حالات عرض کئے۔ مدینہ میں سرعت کے ساتھ اسلام پھیلنے کی تفصیلی رپورٹ دی۔ حضورؐ ان کی خوشکن مساعی کی تفاصیل سن کر بہت خوش ہوئے۔

ادھر مصعبؓ کی والدہ کو پتہ چلا کہ مصعبؓ مکہ آئے ہیں اور پہلے ان کے پاس آکر ملنے کے بجائے رسول اللہؐ کے ہاں چلے گئے ہیں۔ انہوں نے بیٹے کو پیغام بھیجا کہ او بے وفا! تو میرے شہر میں آکر پہلے مجھے نہیں ملا۔ عاشق رسولؐ مصعبؓ کا جواب بھی کیسا خوبصورت تھا کہ اے میری ماں! میں مکہ میں نبی کریمؐ سے پہلے کسی کو ملنا گوارا نہیں کرسکتا۔ (ابن سعد) 23

اُحد کے میدان میں مصعبؓ نے جان کی قربانی دیکر اپنے عشق رسول پر مہر ثبت کردی۔ مصعبؓ اسلامی جھنڈے کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ جب ان کی نعش کے پاس پہنچے تو وہ چہرے کے بل گرے پڑے تھے۔ گویا دم واپسیں بھی اپنے مولیٰ کی رضا پر راضی اور سجدہ ریز۔ حضورؐ نے ان کی نعش کے پاس کھڑے ہو کر یہ آیت تلاوت فرمائی۔ **فَمِنۡهُمۡ مَّنۡ قَضٰى نَحۡبَه‘ وَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ يَّنۡتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوۡا تَبۡدِيۡلًا** (سورۃ الاحزاب:24)

یعنی ان مومنوں سے کچھ ایسے ہیں جنہوں نے اپنی نیت کو پورا کر دیا۔ (لڑتے لڑے مارے گئے) اور ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو ابھی انتظار کر رہے ہیں اور اپنے ارادہ میں کوئی تزلزل انہوں نے نہیں آنے دیا۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے اپنے اس عاشق صادق کو مخاطب کر کے فرمایا ’’ اے مصعبؓ! خدا کا رسول تم پر گواہ ہے کہ واقعی تم اس آیت کے مصداق اور ان مردان وفا میں سے ہو جنہوں نے اپنے وعدے پورے کر دکھائے۔ روزِ قیامت تم دوسروں پر گواہ بنائے جاؤ گے۔‘‘ پھر آپؐ نے اسلامی جھنڈے کے محافظ حضرت مصعبؓ کو اس آخری ملاقات میں ایک اور اعزاز بھی بخشا۔ آپؐ نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ’’ اے میرے صحابہؓ! مصعبؓ کی نعش کے پاس آ کر اس کی زیارت کرلو اور اس پر سلام بھیجو۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روز قیامت تک جو بھی ان پر سلام کرے گا یہ اس کے سلام کا جواب دیں گے۔‘‘ (ابن اثیر) [24]

حضرت انسؓ بن مالک کہتے ہیں کہ ان کے چچا انس بن نضرؓ بدر میں شامل نہیں تھے۔ اسلام کی پہلی جنگ بدر سے غیر حاضری کی وجہ سے اُن کو بے حد افسوس تھا۔ انہوں نے رسول اللہؐ کے سامنے عہد کیا کہ اگر آئندہ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کے ساتھ کسی غزوہ میں شامل ہونے کا موقع دیا تو اللہ دیکھے گا میں کیا کر دکھاتا ہوں۔ چنانچہ اُحد کے دن وہ خوب لڑے مگر جب درّہ چھوڑنے کی وجہ سے مسلمانوں کو فتح کے بعد پسپائی ہوئی تو انہوں نے جوش غیرت میں کہا اے اللہ! ان مسلمانوں میں سے جو درہ چھوڑ گئے اس کے لئے میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں اور مشرکوں کے فعل سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں۔ پھر وہ تلوار لے کر آگے بڑھے۔ راستے میں سعد بن معاذؓ ملے تو اُن سے کہنے لگے اے سعد! کہاں جاتے ہو؟ مجھے تو اُحد کے ورے جنت کی خوشبو آرہی ہے۔ چنانچہ میدان اُحد میں لڑتے ہوئے شہید ہو گئے مگر ایسی بے جگری اور بہادری سے لڑے کہ جسم پر اسّی سے اوپر تلواروں، نیزوں اور تیروں کے زخم تھے جن کی وجہ سے نعش پہچانی نہ جاتی تھی۔ ان کی بہن نے آکر انگلی کے پورے پر ایک نشان سے ان کی لاش پہچانی۔ (بخاری) 25

ایک اور عاشق صادق انصاری سردار سعد بن ربیعؓ تھے۔ میدان اُحد میں ستر مسلمان شہداء کی لاشوں کے پُشتے لگے پڑے تھے۔ رسول اللہؐ کو باری باری اپنے وفا شعار غلام یاد آرہے تھے۔ اچانک آپؐ فرمانے لگے ”کوئی ہے جو جا کر

دیکھے کہ انصاری سردار سعد بن ربیعؓ پر کیا گزری۔ میں نے اُسے لڑائی کے دوران بے شمار نیزوں کے زد میں گھرے ہوئے دیکھا تھا۔'' ابی بن کعبؓ، محمد بن مسلمہؓ اور زید بن حارثہؓ نے کہ یا رسول اللہؐ ہم حاضر ہیں۔ رسول اللہؐ نے محمد بن مسلمہؓ کو بھجوایا اور فرمایا کہ سعد بن ربیعؓ سے ملاقات ہو تو انہیں میرا اسلام پہنچانا اور کہنا کہ رسول اللہؐ تمہارا حال پوچھتے تھے۔ انہوں نے جا کر میدان اُحد میں بکھری لاشوں کے درمیان انہیں تلاش کیا۔ انہیں آوازیں دیں مگر کوئی جواب نہ آیا۔ تب انہوں نے بآواز بلند کہا کہ اے سعد بن ربیعؓ! رسول اللہؐ نے مجھے تمہاری خبر لینے بھیجا ہے۔ اچانک لاشوں میں جنبش ہوئی اور ایک نحیف سی آواز آئی۔ وہاں پہنچے تو سعدؓ کو سخت زخمی حالت میں پایا۔ ان سے کہا کہ رسول اللہؐ نے مجھے بھیجا ہے کہ میں پتہ کروں کہ کس حال میں ہو؟ اور حضورؐ کا سلام آپ کو پہنچاؤں۔ انہوں نے کہا میں تو موت کے کنارے پر ہوں، مجھے بارہ تلواروں کے زخم آئے ہیں اور ایسے کاری زخم ہیں کہ ان سے جان بر ہونا مشکل ہے۔ اس لئے میری طرف سے بھی رسول اللہؐ کو سلام پہنچا دینا اور کہنا کہ سعد بن ربیعؓ آپؐ کی خدمت میں عرض کرتے تھے کہ پہلے نبیوں کو اپنی امت کی طرف سے جو جزا ملی ہے، اللہ تعالیٰ آپؐ کو اُن سب سے بہترین جزا عطا کرے اور میری قوم کو بھی میری طرف سے سلام پہنچانا اور یہ پیغام دینا کہ سعد بن ربیعؓ کہتے تھے کہ تم نے عقبہ کی گھاٹی میں جو عہد رسول اللہؐ سے کیا تھا اُسے ہمیشہ یاد رکھنا۔ ہم نے آخری سانس تک یہ عہد نبھایا۔ اب یہ امانت تمہارے سپرد ہے۔ جب تک تمہارے اندر ایک بھی جھپکنے والی آنکھ

ہے اگر نبی کریمؐ پر کوئی آنچ آ گئی تو تمہارا کوئی عذر خدا کے حضور قبول نہ ہوگا۔

محمد بن مسلمہؓ نے نے رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ سارا واقعہ عرض کر دیا۔ جس سے یقیناً آپؐ کا دل ٹھنڈا ہوا۔ (الحلبیہ) 26

ایک اور عاشق رسول زید بن دثنہؓ تھے، جو ایک اسلامی مہم کے دوران قید ہوئے۔ مشرک سردار صفوان بن امیہ نے اُن کو خریدا تا کہ اپنے مقتولین بدر کے انتقام میں انہیں قتل کرے۔ جب صفوانؓ اپنے غلام کے ساتھ انہیں قتل کرنے کے لئے حرم سے باہر لے کر گیا تو کہنے لگا اے زید میں تجھے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں کیا تو پسند کرتا ہے کہ محمدؐ اس وقت تمہاری جگہ مقتل میں ہو اور تم آرام سے اپنے گھر میں بیٹھے ہو۔

زیدؓ نے کہا خدا کی قسم مجھے تو یہ بھی گوارا نہیں کہ میرے قتل سے بچ جانے کے عوض رسول اللہؐ کو کوئی کانٹا بھی چبھ جائے۔ ابوسفیان نے یہ سنا تو کہنے لگا خدا کی قسم! میں نے دنیا میں کسی کو کسی سے اتنی محبت کرتے نہیں دیکھا جتنی محبت محمدؐ کے ساتھی اس سے کرتے ہیں۔ (الحلبیہ) 27

ایک دفعہ نبی کریمؐ نے بعض قبائل کی درخواست پر ستر حفاظ کرام کو دعوت الی اللہ کے لئے بھجوایا۔ جنہیں بنی سلیم وغیرہ قبائل نے بدعہدی سے بئر معونہ مقامؐ پر شہید کر دیا۔ دشمن نے جب مسلمانوں کے قافلہ کے امیر حرام بن ملحانؓ کو قتل کر کے انہیں گھیر لیا۔ اُس وقت سب نے یہ دعا کی کہ اے اللہ! اس وقت ہمارے

پاس کوئی اور ذریعہ رسول اللہؐ کو اطلاع کرنے کا نہیں، کسی طرح اپنے رسول کو ہمارا آخری سلام پہنچا دے اور ہماری شہادتوں کی خبر دے کر یہ اطلاع کردے کہ ہم اپنے رب سے راضی ہیں اور ہمارا رب ہم سے راضی ۔ اللہ تعالیٰ نے رسول کریمؐ کو جبریلؑ کے ذریعے اطلاع فرمائی۔حضورؐ اس وقت مدینے میں اپنے صحابہ کے درمیان تشریف فرما تھے۔آپؐ نے اچانک فرمایا **وَعَلَيۡهِمُ السَّلَامُ** اور ان پر بھی سلامتی ہو۔ پھر آپؐ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور صحابہ کو اطلاع دی کہ تمہارے بھائیوں کا مشرکوں سے مقابلہ ہوا اور وہ سب شہید ہوگئے۔ بوقت شہادت انہوں نے یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کا سلام اور راضی برضائے الٰہی ہونے کا پیغام ہم تک پہنچا دے۔

رسول اللہؐ کو اپنے ان ستر اصحاب کی شہادت کا بہت غم تھا۔حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ کو کبھی کسی کی موت کا اتنا صدمہ نہیں ہوا جتنا صدمہ بئر معونہ میں شہید ہونے والے ستّر اصحاب کا ہوا۔آپؐ تیس دن تک نماز کی آخری رکعت میں ہاتھ اُٹھا کر مدد و نصرت کی دعائیں پڑھتے رہے۔(الحلبیہ)28

صحابۂ رسول کو اپنے آقاؐ کی حفاظت کی جو فکر ہوتی تھی اور رسول اللہؐ صحابہ کا جس طرح خیال رکھتے تھے اس کا کچھ اندازہ اس واقعہ ہوتا ہے۔ حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک غزوہ میں ہم رسول اللہؐ کے ساتھ شریک سفر تھے رات کو ہم نے ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ رات کے کسی حصے میں مجھے

رسول اللہؐ کا خیال آیا اور مَیں آپؐ کا پتہ کرنے اس جگہ گیا جہاں آپؐ نے ڈیرہ لگایا تھا۔ وہاں موجود نہ پا کر میں ادھر اُدھر آپؐ کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہؐ کا ایک اور صحابی بھی میری طرح دیوانہ وار آپؐ کو ڈھونڈتا پھرتا ہے۔ ہم اسی حال میں تھے کہ نبی کریمؐ کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ ہم نے کہا اے اللہ کے رسولؐ! آپؐ دشمن کی سرزمین اور جنگ کے علاقہ میں ہیں۔ ہم آپؐ کی ذات کے بارہ میں خطرہ محسوس کرتے ہیں۔ خدارا آپؐ کو جب کوئی حاجت ہو تو آپؐ اپنے بعض صحابہ کو حکم فرمائیں تاکہ وہ آپؐ کے ساتھ جائیں۔ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ دراصل میرے رب کی طرف سے ایک فرشتہ آیا۔ اس نے مجھے اختیار دیا کہ کہ میری امت کا آدھا حصہ جنت میں داخل کرے یا مجھے شفاعت کا حق چاہئے۔ میں نے شفاعت کا حق مانگا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ میری امت کے لئے زیادہ وسیع مغفرت کا موجب ہے۔ پھر مجھے دو تہائی امت کو جنت میں داخل کرنے اور شفاعت کے درمیان اختیار دیا گیا، پھر بھی میں نے شفاعت کو اختیار کیا کیونکہ میں جانتا تھا کہ شفاعت میں امت کے لئے زیادہ بخشش کی گنجائش ہے۔ ان دونوں صحابہ نے آپؐ سے دعا کی درخواست کی کہ ان کے حق میں بھی آپؐ کی شفاعت قبول ہو۔ رسول اللہؐ نے دعا کی۔ پھر ان دونوں نے دیگر صحابہ کو جا کر بتایا تو وہ بھی اہل شفاعت میں سے ہونے کی دعا کروانے آنے لگے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا میری شفاعت ہر کلمہ گو کیلئے ہوگی۔ 29

غزوۂ حدیبیہ کے موقع پر عروہ بن مسعودؓ (سردار طائف) سفیر قریش بن کر رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک صحابی حضرت مغیرہ بن شعبہؓ بغرض حفاظت تلوار لئے رسول اللہؐ کے پاس کھڑے تھے۔ عروہ عرب دستور کے مطابق بات کرتے ہوئے ازراہِ منت اپنا ہاتھ نبی کریمؐ کی داڑھی کی طرف بڑھاتا تھا۔ عاشقِ رسولؐ مغیرہؓ کو یہ بھی گوارا نہ تھا کہ ایک مشرک کا ہاتھ رسول اللہؐ کی ریش مبارک کو چھوئے۔ وہ اپنی تلوار کی نوک سے سفیرِ قریش کا ہاتھ پرے ہٹا دیتے اور کہتے ''رسول اللہؐ کی داڑھی سے اپنا ہاتھ پرے ہٹالو'' (بخاری) 30

عروہ نے تعجب سے پوچھا کہ یہ کون نوجوان ہے۔ جب اُسے پتہ چلا کہ یہ مغیرہؓ ہیں تو وہ اُن سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ تم جانتے ہو جاہلیت میں میں تمہارا معاون و مددگار رہا ہوں، اس کا یہ بدلے تم مجھے دے رہے ہو۔

واقعہ یہ ہے کہ صحابہ رسولؐ کو اپنے آقا و مولیٰ سب دوستوں اور عزیزوں سے بڑھ کر پیارے تھے۔ میدان حدیبیہ میں ہی کفار کے سفیر عروہ نے صحابہ کے عشق کا ایک اور نظارہ بھی دیکھا کہ وہ حضورؐ کے وضو کا مستعمل پانی حتّٰی کہ آپؐ کا تھوک بھی نیچے گرنے نہ دیتے بلکہ بطور تبّرک اپنے ہاتھوں میں لیتے تھے۔ وہ آپؐ کے حکم کی والہانہ تعمیل کرتے تھے۔ اس نے جا کر قریش کے سامنے اس کا یوں اظہار کیا کہ میں نے بڑے بڑے بادشاہوں کے دربار بھی دیکھے ہیں اور قیصر و کسریٰ اور نجاشی کے محلات بھی۔ خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کے ساتھیوں

کو اس کی وہ تعظیم کرتے نہیں دیکھا جو محمدؐ کے ساتھی اس کی کرتے ہیں۔ خدا کی قسم رسول اللہؐ کوئی تھوک بھی نہیں پھینکتے مگر ان کا کوئی ساتھی اُسے اپنے ہاتھ میں لیکر اپنے جسم پر مل لیتا ہے اور جب وہ انہیں کوئی بات کہتے ہیں تو وہ لبیک کہتے اور فوراً اس پر عمل کرتے ہیں۔ جب محمدؐ وضو کرتے ہیں تو اس کے پانی کا ایک قطرہ بھی وہ نیچے گرنے نہیں دیتے اور لگتا ہے کہ اسے ہاتھوں ہاتھ لینے کیلئے جیسے وہ لڑ پڑیں گے۔ پھر جب وہ بات کرتا ہے تو وہ خاموشی سے سنتے ہیں۔اس کی تعظیم کی خاطر اس کی طرف نظر اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتے اور اس کے سامنے نیچی آواز میں بات کرتے ہیں۔ الغرض صحابہ کے عشق و محبت کا یہ وہ نظارہ تھا جس نے مشرک سردار عروہ کو بھی حیران و ششدر کر دیا۔(بخاری) 31

رسول کریمؐ کے ایک اور عاشق صادق حضرت ابو ایوبؓ انصاری تھے۔ ہجرت مدینہ کے معاً بعد رسول اللہؐ آپؐ کے مکان میں آ کر رہائش پذیر ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے ابو ایوبؓ کی محبت کا عجب عالم تھا۔ چھ یا سات ماہ کا سارا عرصہ جو آنحضرت ﷺ کے ہاں فروکش رہے، انہوں نے مہمانی کا حق خوب ادا کیا۔ سارا عرصہ رسول اللہ ﷺ کھانا باقاعدگی سے تیار کر کے بھجواتے رہے۔ جب کھانا بچ کر آتا تو اس پر رسول خداؐ کی انگلیوں کے نشانات دیکھتے اور وہاں سے کھانا تناول کرتے۔ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے کھانا تناول نہ فرمایا۔ ابو ایوبؓ جو رسول خداؐ کا بچا ہوا تبرک کھانے کے عادی تھے دوبارہ حاضر ہوئے۔

عرض کی حضورؐ نے آج کھانا تناول نہیں فرمایا۔ حضورؐ نے فرمایا آج کھانے میں پیاز لہسن تھا اور میں اسے پسند نہیں کرتا۔ ابو ایوبؓ نے عرض کی ”حضورؐ جسے آپؐ ناپسند فرماتے ہیں آئندہ سے میں بھی اسے ناپسند کرتا ہوں۔“ (الاصابہ) [32] (معلوم ہوتا ہے کچّا پیاز لہسن ہوگا جسے پسند نہیں فرمایا)۔

انہیں عشاقِ رسولؐ میں سے زید بن حارثہؓ بھی تھے جنہیں انکے قبیلہ پر حملہ کے دوران پکڑ کر بیچ دیا گیا تھا۔ یہ حضرت خدیجہؓ کے غلام تھے۔ انہوں نے رسول اللہؐ کی خدمت میں پیش کر دیا تو آپؐ نے آزاد کر کے زیدؓ کو منہ بولا بیٹا بنالیا۔ زیدؓ رسول اللہؐ کی شفقتوں کے مورد بنے اور ”حِبّ رسول“ یعنی رسول اللہؐ کے پیارے کہلائے۔ زیدؓ بھی رسول اللہؐ کی محبت کے اسیر ہو کر رہ گئے۔

زیدؓ کا والد اُن کی تلاش میں رسول اللہؐ کے پاس پہنچا اور اُنہیں آزاد کرنے کی درخواست کی۔ رسول اللہؐ نے زید کو بلا کے فرمایا کہ اے زیدؓ تجھے اختیار ہے چاہو تو میرے پاس رہو، چاہو تو اپنے والدین کے ساتھ وطن واپس چلے جاؤ۔ زید کا یہ جواب عشق و محبت کی دنیا میں ہمیشہ یاد رہے گا کہ ”میرے آقا! میں آپؐ کی بجائے کسی دوسرے کے ساتھ جانے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اب آپؐ ہی میرے مائی باپ ہیں۔“ (ابن سعد) [33]

رسول کریمؐ ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو ایک خادم کی ضرورت محسوس ہوئی۔ حضرت ام سلیمؓ اور ابوطلحہؓ نے اپنے بیٹے کو لا کر پیش کر دیا کہ حضور! یہ

بچہ انس آپؐ کی خدمت کرے گا۔ (بخاری) 34

والدین کی طرح لاڈ اور پیار کی خاطر حضورؐ انسؓ کو ''بیٹا'' اور ''انیس'' کہہ کر پکارتے ۔کبھی ازراہ مذاق ''یاذالاذنین'' یعنی دو کانوں والا کہہ کر یاد فرماتے۔ (ترمذی) 35

رسول اللہ ﷺ نے ان کے حق میں دعا کی تھی کہ ''اے خدا انسؓ کے مال واولاد میں برکت دے اور اسے جنت میں داخل کرنا!'' (بخاری) 36

حضرت انسؓ خادم رسولؐ کے مبارک لقب سے یاد کئے جانے لگے۔ وہ اس پر فخر کیا کرتے تھے، کیوں نہ کرتے در نبویؐ کی گدائی سے بڑھ کر فخر کا کیا مقام ہوگا۔ حضرت انسؓ نے اس تعلق کی بدولت دینی و دنیاوی برکات حاصل کیں۔

حضرت انسؓ کو آنحضرت ﷺ سے غایت درجہ عشق اور محبت تھی۔ آپؓ کے پاس رسول اللہؐ کے تبرکات میں سے ایک موئے مبارک تھا۔ بوقت وفات وصیت کی کہ میرے آقا کا یہ بال میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ رسول اللہؐ کی یادگار ایک چھڑی بھی آپؓ کے پاس تھی۔ آپؓ کی وصیت کے مطابق یہ بھی آپؓ کے پہلو میں دفن کی گئی۔ سبحان اللہ! محبوب کی جو شئے بھی میسر تھی اس سے بوقت وفات بھی جدائی گوارا نہ تھی تو رسول اللہؐ کی جدائی ان پر کیسی شاق گزری ہوگی۔ وفات رسولؐ کے بعد آپؓ اکثر دیوانہ و بے خود ہو جاتے اور کیوں نہ ہوتے اگر حسّان کی آنکھوں کی پتلی نہ رہی تھی تو انسؓ کا نورِ نظر بھی تو جاتا رہا تھا۔ اسی حد درجہ

محبت کا نتیجہ تھا کہ اکثر خواب میں ’’خادم رسول‘‘ اپنے آقا سے ملاقات کیا کرتا۔ آقاؐ کی باتیں سناتے تو الفاظ میں نقشہ کھینچ کر رکھ دیتے۔ حضرت انسؓ کے اس خادمانہ تعلق کو صرف وفات رسول ہی جدا کر سکی۔

حضرت اسامہؓ بھی رسول اللہؐ کے آزاد کردہ غلام زید کے بیٹے تھے اور ’’حِبّ رسول‘‘ یعنی رسول اللہؐ کے محبوب کہلاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ’’اسامہ مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہے سوائے (میری بیٹی) فاطمہ کے۔ خود اسامہؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ انہیں اور حضرت حسینؓ کو دونوں رانوں پر بٹھا لیتے اور فرماتے۔ ’’اے اللہ میں ان سے محبت کرتا ہوں تو بھی ان سے محبت فرما۔‘‘ (بخاری) 37 رسول اللہؐ نے آخری بیماری میں رومیوں کے خلاف جو لشکر تیار کیا اسکی کمان کم سن اسامہ کے سپرد فرمائی۔ (بخاری) 38

اسامہؓ حضور کی آخری بیماری میں آپؐ سے الوادعی ملاقات کرنے آئے وہ بیان کرتے ہیں۔ ’’جب میں حاضر ہوا تو حضورؐ نے دونوں ہاتھ مجھ پر رکھے اور پھر دونوں ہاتھ اٹھائے۔ میں جانتا ہوں کہ حضورؐ میرے لئے دعا کر رہے تھے۔‘‘

سبحان اللہ آقا کی غلام پر شفقت کا عجیب عالم ہے کہ مرض الموت میں بھی اس یتیم بچہ کے لئے دعا گو ہیں گویا اسے خدا کے حوالے کر رہے ہیں دراصل یہ آپؐ کی طبعی محبت کا اظہار تھا۔

غزوۂ موتہ میں اسامہؓ کے والد حضرت زیدؓ کی شہادت پر رسول اللہؐ نے

اسامہؓ کی بہن کو روتے دیکھا تو آپؐ بھی رو پڑے۔سعد بن عبادہؓ نے عرض کی حضورؐ یہ کیا! فرمایا یہ جذبہ محبت ہے۔

رسول اللہؐ کے باوفا غلاموں میں ثوبانؓ بن مالک بھی تھے۔ایک دفعہ روتے ہوئے حاضر ہوئے۔رسول اللہؐ نے حال پوچھا تو کہنے لگے یا رسول اللہؐ! اس دنیا میں تو جب جی کرتا ہے آکر آپؐ کی زیارت کر لیتے ہیں۔اگلے جہاں میں تو آپؐ بلند مقامات پر ہوں گے تب آپؐ تک رسائی کیسے ہوگی؟ یہ خیال بے چین کر دیتا ہے۔رسول کریمؐ نے ثوبانؓ کو خوشخبری دی کہ آدمی اسکے ساتھ ہوتا ہے جس کے ساتھ اسے محبت ہو۔(بخاری)39

ربیعہؓ اسلمی رسول اللہؐ کے ایک اور خادم تھے۔ایک دن نبی کریمؐ نے انکی خدمتوں سے خوش ہوکر انعام سے نوازنا چاہا۔فرمایا ربیعہ مانگو کیا مانگتے ہو؟ کچھ سوچ کر ربیعہؓ نے کہا یا رسول اللہؐ جنت میں آپؐ کی رفاقت چاہیے۔فرمایا کچھ اور مانگ لو۔عرض کیا بس یہی کافی ہے۔رسول کریمؐ نے فرمایا پھر ڈھیر سارے سجدوں، دعاؤں اور نمازوں سے میری مدد کرنا۔(مسلم)40

حضرت جابرؓ اپنے والد عبداللہؓ بن حرام کے بارہ میں یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ انہوں نے حلوا تیار کروایا پھر مجھے کہنے لگے کہ رسول اللہؐ کی خدمت میں تحفہ پہنچا کر آؤ۔میں لے کر گیا، حضورؐ فرمانے لگے ''جابرؓ! کیا گوشت لائے ہو؟'' میں نے عرض کیا ''نہیں اے اللہ کے رسولؐ! میرے والد

نے یہ حلوا آپؐ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے بھجوایا ہے'' آپؐ نے فرمایا ''ٹھیک ہے۔'' اور اُسے قبول فرمایا۔ میں جب واپس گیا تو والد نے پوچھا کہ رسول اللہؐ نے تمہیں کیا فرمایا تھا۔ میں نے عرض کر دیا کہ حضورؐ نے پوچھا تھا کہ کیا گوشت لائے ہو؟ میرے والد کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے کہ میرے آقا رسول اللہؐ کو گوشت کی خواہش ہوگی۔ چنانچہ والد صاحب نے اسی وقت اپنی ایک دودھ دینے والی بکری ذبح کر دی۔ پھر گوشت بھوننے کا حکم دیا اور مجھے حضورؐ کی خدمت میں بھنا ہوا گوشت دے کر بھجوایا۔ حضورؐ نے بہت محبت سے دلی شکریہ ادا کرتے ہوئے قبول کیا اور فرمایا'' انصار کو اللہ تعالیٰ بہت جزا عطا فرمائے خاص طور پر عمرو بن حرام کے قبیلے کو۔'' (ھیثمی) 41

جابرؓ کے والد حضرت عبداللہؓ اُحد میں شہید ہو گئے اور اپنے پیچھے جابرؓ کے علاوہ سات بیٹیاں چھوڑیں۔ رسول اللہؐ حضرت جابرؓ کا بہت خیال رکھتے تھے۔ حضرت عبداللہؓ کی وفات کے بعد یہودی ساہوکاروں کا ایک بھاری قرض حضرت جابرؓ پر تھا۔ رسول اللہؐ کی دعا کی برکت سے وہ ادا ہوا۔ (بخاری) 42

ایک سفر میں جابرؓ کا اونٹ تھک کر اڑ گیا تو رسول اللہؐ نے اس کے لئے دعا کی اور وہ بھاگنے لگا۔ (بخاری) 43

جابرؓ کو بھی رسول اللہؐ کی شفقتیں دیکھ کر آپؐ سے ایک والہانہ عشق ہو گیا تھا اور رسول اللہؐ کی کوئی تکلیف ان سے دیکھی نہ جاتی تھی۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کرتے ہیں کہ غزوہ احزاب کے موقع پر خندق کی کھدائی کے دوران صحابہ کو فاقہ تھا۔ رسول اللہؐ نے بھی اس وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھے ہوئے تھے اور مسلسل تین روز سے ہم نے کچھ کھایا پیا نہیں تھا۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہؐ سے اجازت لے کر گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ میں نے رسول کریمؐ کو ایسے حال میں دیکھا ہے جس پر صبر کرنا ناممکن ہے۔ تمہارے پاس کھانے کو کچھ ہے؟ پھر میں نے ایک بکروٹہ ذبح کیا، میری بیوی نے جو پیس لئے، گوشت جب ہنڈیا میں رکھ دیا تو میں رسول کریمؐ کے پاس حاضر ہوا۔ میں نے عرض کیا ''یارسول اللہؐ میرے گھر تھوڑا سا کھانا ہے آپؐ تشریف لائیں اور اپنے ساتھ ایک دو افراد کو بھی لے لیں'' آپؐ نے پوچھا کہ کھانا ہے کتنا؟ میں نے تفصیل عرض کر دی، آپؐ نے فرمایا کہ بہت کافی ہے۔ پھر مجھے فرمایا کہ جاؤ اور بیوی سے کہو کہ ہنڈیا چولہے سے نہ اُتارے اور روٹیاں تنور میں لگانی شروع نہ کرے یہاں تک کہ میں آ جاؤں۔ پھر صحابہ سے فرمایا کہ چلو جابرؓ نے ہماری دعوت کی ہے۔ چنانچہ مہاجرین اور انصار حضورؐ کے ساتھ چل پڑے۔ جابرؓ کہتے ہیں کہ میں بیوی کے پاس گیا تو وہ بولی تیرا بھلا ہو رسول اللہؐ تو سب مہاجرین وانصار کو ہمراہ لے آئے ہیں۔ کیا حضورؐ نے تم سے کھانے کی مقدار کا پوچھ لیا تھا۔ میں نے کہا ''ہاں''۔ حضورؐ نے صحابہ کو خاموشی سے جابرؓ کے گھر داخل ہونے کی تلقین فرمائی اور روٹی توڑ توڑ کر اس پر گوشت رکھتے گئے۔ ہنڈیا اور تنور کو آپؐ نے ڈھانپ کر رکھا ہوا تھا۔ کھانا لے کر پھر ڈھانپ دیتے تھے اور اپنے

صحابہ کو دیتے جاتے تھے۔اس طرح حضورؐ صحابہ کو کھانا کھلاتے رہے یہاں تک کہ سب نے سیر ہو کر کھانا کھا لیا اور پھر بھی کھانا بچ رہا۔تب آپؐ نے جابرؓ کی بیوی سے فرمایا کہ خود بھی کھاؤ اور لوگوں کو تحفہ کے طور پر بھجواؤ کیونکہ آجکل لوگ سخت بھوک اور فاقہ کہ حالت میں ہیں۔(بخاری)[44]

حضرت سعد بن خیثمہؓ بیان کرتے ہیں کہ میں تبوک میں رسول اللہؐ سے پیچھے رہ گیا تھا۔اپنے کھجور کے باغ میں گیا تو دیکھا کہ چھپر میں چھڑکاؤ کر کے بیٹھنے کی ٹھنڈی جگہ بنائی گئی ہے۔میری بیوی موجود تھی۔میں نے کہا یہ انصاف نہیں۔خدا کا رسول سخت گرمی کے موسم میں ہو اور میں سائے اور پھلوں میں ہوں۔میں نے اسی وقت سواری لی اور کچھ کھجوریں بطور زادِ راہ لے کر چل پڑا۔میری بیوی کہنے لگی کہاں جاتے ہو؟ میں نے کہا رسول اللہؐ کے ساتھ شریک جہاد ہونے کے لئے۔جب میں لشکر کے قریب پہنچا تو رسول اللہؐ نے دور سے غبار اُٹھتی دیکھ کر فرمایا خدا کرے یہ ابوخیثمہ ہو۔میں نے حاضر خدمت ہو کر عرض کیا یا رسول اللہؐ میں تو پیچھے رہ جانے کی وجہ سے ہلاک ہونے کو تھا اور پھر اپنا قصہ کہہ سنایا۔رسول اللہؐ نے میرے لئے دعائے خیر فرمائی۔(ھیثمی)[45]

عشق رسول تو ایمان کی علامت ہے۔اس لئے صحابیات رسول بھی اس میدان میں مردوں سے پیچھے نہ تھیں۔وہ رسول اللہؐ کے حالات اور ضروریات پر نظر رکھتیں اور ان کو پورا کر کے ثواب اور تسکین دل حاصل کرنا چاہتیں۔

ایک صحابیہ نے ایک دفعہ رسول اللہؐ کے لئے لباس کی ضرورت محسوس کی

تو ایک خوبصورت چادر ہاتھ سے کڑھائی کر کے لے آئیں اور حضورؐ کی خدمت میں نذر کرتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہؐ! میری خواہش ہے کہ آپؐ یہ چادر خودزیب تن فرمائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی ضرورت کا یہ انتظام ہونے پر شکریہ کے ساتھ اسے قبول کیا اور وہ چادر پہن کر مسجد میں تشریف لائے۔ایک شخص نے دیکھ کر کہا اے اللہ کے رسولؐ! یہ کتنی خوبصورت چادر ہے؟ آپؐ مجھے ہی عطا فرمادیں۔آپؐ نے فرمایا ''اچھا یہ آپ کی ہوئی'' نبی کریمؐ جب مجلس سے اُٹھ کر تشریف لے گئے تو صحابہ نے اس شخص سے کہا کہ آپؐ نے حضورؐ سے چادر مانگ کر اچھا نہیں کیا، خصوصاً جب کہ حضورؐ کو اس کی ضرورت بھی تھی اور آپؐ کو پتہ ہے کہ رسول اللہؐ سے کچھ مانگا جائے تو آپؐ کبھی انکار نہیں فرماتے۔وہ صحابی کہنے لگے سچ پوچھو تو میں نے بھی برکت کی خاطر یہ پہنی ہوئی چادر مانگی ہے۔میری خواہش ہے کہ مرنے کے بعد میرا کفن اسی چادر سے ہو جو رسول اللہؐ کے بدن سے مس ہوئی۔(بخاری) 46

حضرت امّ سلیمؓ بسا اوقات کھانا بنوا کے رسول اللہؐ کے گھر بھجوا دیتی تھیں۔ حضرت زینبؓ کی شادی کے موقع پر بھی حضرت ام سلیمؓ نے کافی سارا کھانا بنوا کے بھجوا دیا جس سے رسول اللہؐ نے دعوت ولیمہ کا انتظام فرمایا۔(بخاری) 47

ایک انصاری خاتون میناء نامی تھیں۔ان کا غلام بڑھئی کا کام کرتا تھا۔ ان کے دل میں خیال آیا کہ رسول اللہؐ کے مجلس میں بیٹھنے کے لئے کوئی لکڑی کی اچھی چیز بنوا کر دیں۔ چنانچہ رسول اللہؐ سے انہوں نے عرض کیا میں آپؐ کے بیٹھنے

کے لئے کوئی چیز بنوانا چاہتی ہوں۔ حضور نے خوشی سے اجازت دیدی تو انہوں نے وہ منبر بنوایا جس پر رسول اللہؐ خطبہ ارشاد فرماتے تھے۔ (بخاری) 48

اُحد کے دن مدینہ میں یہ خبر پھیل گئی کہ رسول اللہؐ شہید ہو گئے ہیں۔ مدینہ میں عورتیں رونے اور چلانے لگیں۔ ایک عورت کہنے لگی تم رونے میں جلدی نہ کرو میں پہلے پتہ کر کے آتی ہوں، وہ گئی تو پتہ چلا کہ اس کے سارے عزیز شہید ہو چکے تھے۔ اس نے ایک جنازہ دیکھا، پوچھا یہ کس کا جنازہ ہے۔ بتایا گیا کہ یہ تمہارے باپ کا جنازہ ہے۔ اس کے پیچھے تمہارے بھائی، خاوند اور بیٹے کا جنازہ بھی آرہا ہے۔ وہ کہنے لگی مجھے یہ بتاؤ رسول اللہؐ کا کیا حال ہے؟ لوگوں نے کہا نبی کریمؐ وہ سامنے تشریف لا رہے ہیں۔ وہ رسول اللہؐ کی طرف لپکی اور آپؐ کے کرتے کا دامن پکڑ کر کہنے لگی میرے ماں باپ آپؐ پر قربان اے اللہ کے رسول! جب آپؐ زندہ ہیں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ (ھیثمی) 49

الغرض کیا مرد اور کیا عورتیں اور کیا بچے سب ہی اس پاک رسول کے دیوانے اور اس کے منہ کے بھوکے تھے اور یہ کمال آنحضورؐ کے اخلاق فاضلہ کا تھا جن سے دنیا آپؐ کی گرویدہ تھی اور آج تک ہے۔

حوالہ جات

1 ترمذی کتاب الادب باب ماجاء فی الرخصة فی لیس الحمرة للرجال2735

2 کامل لابن عدی جلد2ص701

3 الاصابه فی تمییز الصحابه جز4ص102بیروت

4 السیرة الحلبیه جلد1ص295بیروت

5 السیرة الحلبیه جلد2ص43

6 مسند احمد جلد1ص3مطبوعه بیروت

7 بخاری کتاب التفسیر سورة النصر

8 بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمرؓ

9 مسند احمد جلد4ص336مطبوعه بیروت

10 بخاری کتاب المغازی باب مرض النبیؐ و وفاته:4097

11 اسدالغابة فی معرفة الصحابه جزء3ص376 دارالاحیاء التراث العربی

12 بخاری کتاب المغازی باب غزوة تبوک وھی غزوة العسرة:4063

13 ترمذی کتاب المناقب باب مناقب علی بن ابی طالبؓ 3664

14 مسند احمدجلد3ص348مطبوعه بیروت

15 الاصابه فی تمییز الصحابه جز4ص11مطبوعه بیروت

16 الطبقات الکبریٰ ابن سعد جلد3ص410بیروت

17 مسند احمد بن حنبل جلد5ص204مطبوعه مصر

18 مسند احمد جلد6ص372مطبوعه بيروت

19 بخاری کتاب المغازی باب قول الله اذتستغيثون3658

20 الطبقات الكبرىٰ ابن سعد جلد3ص505مطبوعه بيروت

21 بخاری کتاب المغازی باب غزوۂ احد

22 الطبقات الكبرىٰ جلد3ص117مطبوعه بيروت

23 الطبقات الكبرىٰ جلد3ص118مطبوعه بيروت

24 اسد الغابه فی معرفة الصحابه جلد4ص370بيروت

25 بخاری کتاب المغازی باب غزوۂ احد

26 السيرة الحلبيه جلد2ص245 دارا حياء التراث العربی بيروت

27 السيرة الحلبيه جلد3ص170مطبوعه بيروت

28 السيرة الحلبيه جلد3ص171,172بيروت

29 مسند احمد جلد4ص415مطبوعه مصر

30 بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجهاد

31 بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الجهاد

32 الاصابه فی تمييز الصحابه جلد1ص90دارالكتب العلميه بيروت

33 الطبقات الكبرىٰ لابن سعدجلد3ص45مطبوعه بيروت

34 بخاری کتاب الدعوات باب قول الله تعالىٰ وصل عليهم5859

35 ترمذی کتاب البروالصلة باب ماجاء فی المزاح1915

36 بخاری کتاب الدعوات باب قول الله تعالىٰ وصل عليهم5859

37 بخاری کتاب المناقب باب ذكر اسامة بن زيد3455

38 بخاری کتاب المناقب باب مناقب زید:3451

39 بخاری کتاب الادب باب علامة حب الله:5702

40 مسلم کتاب الصلاة باب فضل السجود والحث علیه:754

41 مجمع الزوائد جلد9ص317 بحواله البزار

42 بخاری کتاب المغازی باب غزوه احد و کتاب الاستقراض

43 بخاری کتاب الجهاد باب استبذان الرجل الامام

44 بخاری کتاب المغازی باب غزوة الاحزاب

45 مجمع الزوائد جلد6ص193مطبوعه بیروت

46 بخاری کتاب الادب باب حسن الخلق و السخاء

47 بخاری کتاب النکاح باب الهدیة للعروس

48 بخاری کتاب الصلوة باب الاستعانة بالنجار429

49 مجمع الزوائد جلد4ص115 بیروت بحواله طبرانی